خطبہ جمعہ

میں امید رکھتاہوں کہ سب دنیا میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خطبہ الہامیہ کی برکت سے جو ان دنوں میں نازل ہوئی تھی آگے سے آگے بڑھتی چلی جائے گی

سوسال قبل ۱۱؍اپریل ۱۹۰۰ء کو ظاہر ہونے والے خطبہ الہامیہ کے عظیم الشان علمی معجزہ اور نہایت مبارک نشان کی دلچسپ اور ایمان افروز تفصیلات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۴؍مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۴؍امان ۱۳۷۹ء ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ . وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ. فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ . اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾۔(سورة آل عمران آيت ۱۶۰)

اس آیت کی تلاوت میں نے اس لئے کی ہے کہ آج کل جو مارچ اپریل کا موسم ہے اس میں جماعت احمدیہ عالمگیر میں کثرت سے مجالس شوریٰ منعقد کی جاتی ہیں۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے تاخیر سے بھی کرتے ہیں مگر یہ وہ موسم ہے جس میں اکثر مجالس شوریٰ کا انعقاد ہوتا ہے اور یہ جو ادارہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب دنیا میں مستحکم ہو چکا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہماری کوشش ہے کہ بڑے بڑے ملکوں کے علاوہ چھوٹے ملکوں میں بھی نظام شوریٰ قائم کیا جائے کیونکہ یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ آپؐ مشورہ کیا کرتے تھے حالانکہ اگر انسانوں میں سے کسی کو سب سے کم مشورے کی ضرورت ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کو تھی کیونکہ خدا آپ کا نگہبان تھا، خدا آپ کی ہدایت فرمایا کرتا تھا اور اس کے باوجود مشورہ کرنا آپ کی سنت تھی جسے کبھی بھی آپ نے ترک نہیں کیا۔ تو عملاً مجالس شوریٰ کا انعقاد اس زمانے میں تو تقریباً ہر روز ہی ہوا کرتا تھا یعنی جس سے بھی رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے اس سے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ اس کو باقاعدہ انسٹی ٹیوٹ بنا کر ایک سنت کے طور پر جماعت احمدیہ میں رائج کیا گیا ہے اور مرکزی بات جو بنیادی بات ہے وہ میں یہ بتانی چاہتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ کہ مشورہ تو کرنا ہے اس لئے کہ تیری بات، تیرے وجود، تیری ہر چیز سے یہ محبت کرتے ہیں اور تیرا بہت نرم دل ہے اور تیری طرف جھکے رہتے ہیں تو مشورہ سے ان کو ایمانی تقویت نصیب ہوتی ہے لیکن فیصلہ تو نے کرنا ہے۔ مشورہ جو بھی ہے اس سے قطع نظر کہ وہ کیا مشورہ ہے آخری فیصلہ تیرا ہے۔ پس صلح حدیبیہ کے موقع پر دیکھئے کہ تمام صحابہ کا ایک ہی مشورہ تھا کہ چاہے قتل و غارت کرنا پڑے، اپنے خون سے ہولی کھیلنی پڑے لیکن ہم ضرور خانہ کعبہ حج پر جائیں گے اور آپ کی رؤیا پوری ہوگی جس میں کسی سال کا کوئی ذکر نہیں تھا مگر صحابہ نے یہی سمجھا کہ اسی سال یہ رؤیا پوری ہونی ہے۔ اس وقت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام صحابہ کا مشورہ ترک فرمادیا، نظر انداز فرمادیا اور اس میں کوئی بھی استثناء نہیں تھا فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ جب عزم کر لیا تو پھر اللہ پر ہی توکل کے نتیجے میں صلح حدیبیہ سے ہی پھر آئندہ ساری فتوحات کی بنیاد ڈالی گئی اور عظیم الشان صلح کی شرائط تھیں جس نے اگلے زمانے کی گویا کایا پلٹ دی۔

تو اس پہلو سے میں سب شوریٰ میں شامل لوگوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس شوریٰ میں جو فیصلے ہوتے ہیں ان میں فیصلوں سے زیادہ لفظ مشورے کا اطلاق ہونا چاہئے جو مجلس شوریٰ کی جان ہے۔ فیصلہ ہوتا ہی کوئی نہیں۔ مشورے ہوتے ہیں اور جو کثرت رائے سے مشورے ہوں ان کو پھر امیر کی معرفت سے خلیفۃ المسیح کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے اور پھر وہاں فیصلہ ہوتا ہے۔ پس آپ بھی اس طریقے کو چمٹے رہیں کیونکہ اسی میں برکت ہے اسی میں جماعت کی زندگی کا راز ہے۔ مجلس شوریٰ ایک بہت بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا جو خدا تعالیٰ نے یہ نظام ہمارے اندر جاری فرما کے ہمیں ایک ہاتھ پر باندھ دیا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ہر جگہ مشورے کریں گے اور توکل اللہ پر ہی کریں گے۔ جب فیصلہ جماعت کی طرف سے کیا جائے تو پھر توکل کا مقام ہے اور خدا تعالیٰ کبھی بھی اس توکل کو ضائع نہیں فرماتا۔

شوریٰ کے متعلق اس مختصر بلکہ نہایت مختصر خطبہ کے بعد اب میں خطبہ الہامیہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور بعض صحابہ کی روایات وغیرہ سے استفادہ کرتے ہوئے آپ کے سامنے اس مضمون پر کچھ روشنی ڈالتا ہوں۔ کچھ دیر سے مطالبے ہو رہے ہیں، کیونکہ یہ وہی سال ہے جس سال میں خطبہ الہامیہ ہوا تھا اس لئے بار بار لوگ مطالبہ کر رہے تھے کہ اس کی اینیورسری (Anniversary) منائی جائے تو میں اس بات کو رد کرتا رہا کہ اینیورسری (Anniversary) کس کس کی منائیں گے۔ یہ سارا عرصہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی نہ کسی نشان کے پورا ہونے کا عرصہ ہے تو ہر روز تو اینیورسری (Anniversary) نہیں منائی جا سکتی لیکن چونکہ مطالبہ زیادہ تھا اور میں نے بھی سوچا کہ اب نئی نسل ہے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خطبہ الہامیہ کیا واقعہ ہے۔ پس منظر کیا ہے اور کتنا عظیم الشان نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جاری فرمایا یا زبان پر جاری فرمایا۔

اب میں کچھ تحریرات پڑھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے جو مضمون ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ "۱۱؍اپریل ۱۹۰۰ء" اب یہ بھی وہ آج کل کے دن ہی ہیں "عید اضحیٰ کے دن صبح کے وقت الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو، تمہیں قوت دی گئی ہے اور نیز یہ الہام ہوا كَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِيْمٍ یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اسی وقت اخویم مولوی عبدالکریم صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اخویم حکیم مولوی نورالدین صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور شیخ رحمت اللہ صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور مفتی محمد صادق صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)"۔ یہاں رضی اللہ عنہ نہیں لکھا ہوا لیکن بہرحال صحابی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام سے پتہ چلتا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ تم بھی کبھی نیک ارادے رکھتے تھے تو میں سمجھتا ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اطلاق تو بہرحال کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ "اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ماسٹر شیر علی صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حافظ عبدالعلی صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے۔ جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوگی بعض روایات میں تین سو کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ سبحان اللہ اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبۂ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے سمجھے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا"۔

(حقيقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحه ۳۷۵، ۳۷۶)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی تعلق میں فرماتے ہیں: "عید الضحیٰ کی

صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو۔ چنانچہ بہت احباب کو اس بات کی اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پر معانی کلام عربی میں میری زبان پر جاری کی جو کتاب خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جزو کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑا ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکتا ہو"۔(نزول المسیح صفحہ ۲۱۰۔ تذکرہ صفحہ ۳۴۸)

اس خطبے سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میاں عبداللہ سنوری کی مندرجہ ذیل خواب بھی تحریر فرمائی ہے:"میاں عبداللہ سنوری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ منشی غلام قادر مرحوم سنور والے یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ جلسہ کی بابت اس طرف کی خبر دو کیا کہتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا کہ اوپر بڑی دھوم مچ رہی ہے"۔"یہ خواب بعینہ سید امیر علی شاہ صاحب کے خواب سے مشابہ ہے کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ جس وقت عربی خطبہ بروز عید پڑھا جاتا تھا اس وقت جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جلسہ میں موجود ہیں اور اس خطبے کو سن رہے ہیں۔ یہ خواب عین خطبہ پڑھنے کے وقت ہوئی بطور کشف اس جگہ بیٹھے ہوئے ان کو معلوم ہو گیا تھا"۔(تذکرہ حاشیہ صفحہ ۳۵۷۔ ۳۵۸)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ کی روایات میں پڑھ کے سناتا ہوں۔ کہیں مضمون کی تکرار بھی ہو گئی ہے لیکن وہ کوشش کے باوجود دور نہیں کی جاسکتی تھی اس لئے وہ بار بار ایک ہی بات اگر سمجھائی جائے۔ تو حرج نہیں سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

روایت حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مدرّس مدرسہ احمدیہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۹۰۰ء میں یا اس کے قریب عیدالاضحیٰ سے ایک دن پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو لکھا کہ جتنے دوست یہاں موجود ہیں ان کے نام لکھ کر بھیج دو تا میں ان کے لئے دعا کروں۔ حضرت مولوی صاحب نے سب کو ایک جگہ جہاں آج کل مدرسہ احمدیہ ہے اور اس وقت ہائی سکول تھا جمع کیا اور ایک کاغذ پر سب کے نام لکھوائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سارا دن اپنے کمرہ میں دروازے بند کر کے دعا فرماتے رہے، صبح عید کا دن تھا"۔

دعا کا یہاں فرماتے رہے لکھا ہوا ہے لیکن جس نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کیا ہے اپنی طرف سے حضور کی عزت کی وجہ سے فرمایا ہے ورنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے ساتھ کہیں بھی لفظ فرمانا استعمال نہیں فرمایا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا بھی جب ذکر کیا ہے تو دعائیں کی ہیں آپ نے۔ یعنی حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے خدا کے حضور دعا فرمائی نہیں۔ تو کئی لوگ غلطی سے مجھے بھی لکھ دیتے ہیں تو یہ جائے ادب ہے کہ دعا کے لئے فرمانے کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

"صبح عید کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ اس موقع پر عربی میں کچھ کلمات کہو۔ اس لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس وقت قلم دوات لے کر موجود ہوں اور جو کچھ میں عربی میں کہوں لکھتے جائیں۔ آپ نے نماز عید کے بعد خطبہ خود پہلے اردو میں پڑھا۔ مسجد اقصیٰ کے پرانے صحن میں دروازے سے کچھ فاصلہ پر ایک کرسی پر تشریف رکھتے تھے۔ حضور کے اردو خطبہ کے بعد حضرت مولوی صاحبان حسب ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے بائیں طرف کچھ فاصلے پر کاغذ اور قلم دوات لے کر بیٹھ گئے اور حضور نے عربی میں خطبہ پڑھنا شروع فرمایا۔ اس عربی خطبے کے وقت آپ کی حالت اور آواز میں تغیر نظر آتا تھا۔ ہر ایک عربی فقرہ جو آپ بولتے تھے اس میں آخر میں آپ کی آواز بہت دھیمی اور باریک ہو جاتی تھی۔ تقریر کے وقت آپ کی آنکھیں بند ہوتی تھیں۔ تقریر کے دوران میں ایک دفعہ حضور نے حضرت مولوی صاحبان کو فرمایا کہ اگر کوئی لفظ سمجھ نہ آئے تو اسی وقت پوچھ لیں ممکن ہے کہ بعد میں مَیں خود بھی نہ بتا سکوں۔ اس وقت ایک عجیب عالم تھا جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ خطبہ حضور کی کتاب "خطبہ الہامیہ" کی ابتداء میں چھپا ہوا ہے۔ آپ نے نہایت اہتمام سے اس کو کاتب سے لکھوایا اور فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا۔ اس خطبہ پر اعراب بھی لگوائے اور آپ نے فرمایا کہ جیسا جیسا کلام اترتا گیا میں بولتا گیا۔ جب یہ سلسلہ بند ہو گیا تو میں نے بھی تقریر کو ختم کر دیا"۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۹۰۔۹۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:"حضور نے کھڑے ہو کر **یا عباداللّٰہ** کے الفاظ سے فی البدیہہ عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ آپ نے ابھی چند فقرے کہے تھے کہ حاضرین پر جن کی تعداد کم و بیش دو سو تھی وجد کی ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ خطبے کی تاثیر کا وہ اعجازی رنگ پیدا ہو گیا کہ اگرچہ مجمع میں عربی دان معدودے چند تھے مگر سب سامعین ہمہ تن گوش تھے"۔

(روایات صحابہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۵۔۳۸۶)

روایت حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے عیدا ضحیٰ کے موقع پر خطبہ الہامیہ پڑھا تو میں قادیان میں ہی تھا۔ حضرت صاحب مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں کے راستہ سے نیچے اترے۔ آگے میں انتظار میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ بہت بشاش تھے اور چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا۔ پھر آپ بڑی مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں نماز کے بعد خطبہ شروع فرمایا اور حضرت مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کو خطبہ لکھنے پر مقرر کر دیا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب اس خیال سے کہ لکھنے والے پیچھے نہ رہ جائیں، بہت تیز تیز نہیں بولتے تھے بلکہ بعض اوقات لکھنے والوں کی سہولت کے لئے ذرا رک جاتے تھے اور اپنا فقرہ دہرا دیتے تھے۔ اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک وقت آپ نے لکھنے والوں سے یہ بھی فرمایا کہ جلدی لکھو۔ یہ وقت پھر نہیں رہے گا۔ اور بعض اوقات آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ مثلاً یہ لفظ 'ص' سے لکھو یا 'س' سے لکھو"۔(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۶۳)

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی یہ روایت میں صحابہ کی روایات میں سے آخر پر رکھتا ہوں۔ الحکم میں آپ نے لکھا"چونکہ یہ خطبہ آیات اللہ میں سے ایک زبردست آیت اور لانظیر نشان ہے جو ہماری آنکھ کے سامنے بلکہ ایک عظیم الشان گروہ کے سامنے پورا ہوا۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ زبردست نشان فی الحقیقت ایک اعجاز تھا۔........... ہماری زبانِ قلم میں طاقت نہیں کہ آپ کے لب و لہجہ کی تصویر الفاظ میں کھینچ سکے۔ الفاظ میں ایک برقی اثر تھا جو اندر ہی اندر طبیعت کے موادِ ردّیہ کو زائل کر رہا تھا۔ شکل و صورت اور زبان سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں ہے اور اس کی زبان اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ نیم باز آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ ایک سُکر کی سی حالت طاری ہے۔ حضرت اقدس (علیہ السلام) کھڑے ہوئے تھے چند عربی فقرات بولنے کے واسطے جو گویا ارشاد الٰہی کی تعمیل تھی لیکن کوئی دو گھنٹے تک ایک وسیع اور فصیح خطبہ جو حقائق و معارف سے پُر تھا تہذیب نفس اور اصلاح روح کے لئے ایک نسخہ شفا بخش تھا۔ جس قدر معرفت کے دقیق راز اس خطبے میں بیان کئے گئے واللہ باللہ ایسے تھے کہ نہ کبھی اس سے پیشتر کان آشنا تھے اور نہ آنکھ نے کسی کو بیان کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حضرت اقدس نے اثناء خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ اب لکھ لو پھر یہ لفظ جاتے ہیں۔ آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق یہ عظیم الشان نشان پورا ہوا"۔

(الحکم یکم مئی ۱۹۰۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز عید سے فراغت کے بعد خطبہ کے لئے مسجد کے درمیانی دروازے میں کھڑے ہوئے اور پہلے اردو میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کے جو اردو میں ارشاد فرمایا تھا اہم نکات یہ ہیں:۔

یہ ایک سر کی بات ہے کہ یہ عید ایک ایسے مہینے میں آتی ہے جس پر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اس کو ہمارے نبی ﷺ اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے۔ ہمارے نبی ﷺ آخری زمانے کے نبی تھے اور آپ کا وجود باجود اور وقت بعینہٖ گویا عیدا ضحیٰ کا وقت تھا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ یہ قربانی کا مہینہ ہے اور رسول کریم ﷺ قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قربانی کا بیج بویا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔

حضور نے پھر فرمایا:"دیکھو اور غور سے سنو! یہ صرف اسلام ہی ہے جو اپنے اندر برکات رکھتا ہے اور انسان کو مایوس اور نامراد نہیں ہونے دیتا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اس کی برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں"۔

اردو خطبہ کے آخر میں جماعت کو باہمی اخوت کی نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو اور دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے

کرامت ہو۔.........ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے"۔

پس یہ جو کبھی کبھی خبریں ملتی ہیں ارتداد کی، خشک ٹہنیاں ہی ہیں جو کاٹی جاتی ہیں۔ یہاں کی خشک ٹہنیاں جن کو ردی کے طور پر پھینک دیا جاتا ہے وہ مُلّاں لوگ اپنے باغوں میں سجا لیتے ہیں تو کتنا فرق ہے زمین و آسمان کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ کا، پُر بہار باغ کا اور ان مولویوں کے باغوں کا۔

اردو میں خطبہ دینے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:"میں اب چند فقرے عربی میں سناؤں گا جو مجھے خدا تعالیٰ نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا۔ پہلے میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی اور مجمع ہوگا جس میں یہ خدا کی بات پوری ہوگی مگر خدا تعالیٰ مولوی عبدالکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو"۔

جب حضرت اقدسؑ خطبہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ قریب تر ہو کر اس خطبے کو لکھیں۔ جب حضرات مولوی صاحبان تیار ہو گئے تو حضور نے یا عباداللہ کے الفاظ سے عربی خطبہ شروع فرمایا۔ اثنائے خطبہ میں حضرت اقدس نے یہ بھی فرمایا:"اب لکھ لو پھر یہ الفاظ چلے جاتے ہیں"۔

جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ پڑھ کر بیٹھ گئے تو اکثر احباب کی درخواست پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اس سے پیشتر کہ مولانا موصوف ترجمہ سنائیں حضرت اقدس نے فرمایا:"اس خطبہ کو کل عرفہ کے دن عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے نشان رکھا گیا تھا کہ اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو وہ ساری دعائیں قبول سمجھی جائیں گی۔ الحمد للہ کہ وہ ساری دعائیں بھی خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق قبول ہو گئیں"۔ ابھی مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدۂ شکر میں جا پڑے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا"ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ 'مبارک'۔ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے"۔(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۹۔۳۱)

اب میں آخر پر اس کے ترجمہ میں سے چار خصوصی حصے آپ کو پڑھ کے سناتا ہوں۔

پہلا"اے خدا کے بندو اپنے اس دن میں جو کہ بقر عید کا دن ہے غور کرو اور سوچو کیوں کہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کئی گلّے اونٹوں کے اور کئی گلّے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربانی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا جاتا ہے اور اسی طرح زمانۂ اسلام کی ابتداء سے ان دنوں تک کیا جاتا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو ان قربانیوں پر سبقت ہے جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اور ان قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے یہاں تک کہ اگر ان کے خون جمع کئے جائیں اور ان کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں اور دریا بہہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں شمار کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں اور اس سوار کی طرح سمجھے گئے ہیں جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو، جس کو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو۔ اور اس وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا ہے"............۔

پھر فرماتے ہیں:"امت محمدیہ میں جس قدر قربانیاں کی جاتی ہیں اس کی مثال کسی دوسرے مذہب یا امت میں نہیں ملتی۔ دین اسلام میں اسے ان کاموں میں شمار کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ ہر مومن اور مومنہ جو خدائے ودود کی رضا کا طالب ہے اس پر واجب ہے کہ قربانی کی حقیقت کو سمجھے اور اس حقیقت کو اپنے نفس میں داخل کرے اور اپنی ساری عقل اور پرہیزگاری کی روح سے قربانی کی روح کو ادا کرے۔ یہ وہ درجہ ہے جہاں سالکوں کا سلوک انتہا پذیر ہوتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے الوہی صفات کے رنگ سے رنگ دیا جاتا ہے اور اسے نبیوں، صدیقوں اور اہل علم کا وارث بنایا جاتا ہے اور اسے درایت، ولایت اور اولین کا علم اور سابقین کی معرفت عطا ہوتی ہے............۔

چنانچہ خدا جو اصدق الصادقین ہے اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لئے ہے جو پروردگار عالمیاں ہے۔ پس دیکھ کہ کیونکر نُسک کے لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تفسیر کی ہے۔ اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پس اے عقلمندو! اس میں غور کرو اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی اور صدق دل سے اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی۔ پس تحقیق اس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کر دی اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا۔ اور اسی کی طرف ہمارے سید برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیزگاروں کے امام، اور انبیاء کا خاتم ہے اشارہ کیا اور فرمایا اور وہ خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ تر سچا ہے۔ تحقیق قربانیاں وہ سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔

یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا ﷺ سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں اور آنجناب نے ان الفاظ میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں اشارہ فرمایا ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے"۔(ترجمہ خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۳۱ تا ۴۵)

پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت خدا کے رحم نے تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو، سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدد ہوں کہ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے آیا ہے اور بندۂ مدد یافتہ ہوں اور وہ مہدی ہوں جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے اور وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ تھا۔ اور میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس کے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے۔ اور میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے بہت دور ہے۔ اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی اور یہ قدم میرا خدا تعالیٰ کی راہ میں تیز چلنے والے اونٹوں سے تیز تر ہے۔ پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔

اور میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو اور ہرگز نہیں پاؤ گے اگرچہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈتے رہو۔ اور یہ کوئی فخر نہیں مگر اس خدا کی نعمتوں کا شکر ہے جس نے اس نونہال کو لگایا ہے اور میں نور کے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا ہوں اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں پاکیزہ کیا گیا ہوں۔ اور صاف کیا گیا ہوں تمام میلوں اور کدورتوں سے اور میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو اور اپنے امر کو ناامیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی تو اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا پس اس نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے خدا کے غصہ کو بھڑکایا ہے۔ پس افسوس اس آدمی پر جس نے شک کیا اور عہد کو توڑا اور دل کو شیطان کے وسوسہ سے آلودہ کیا۔

اور میں بڑی اونچی درگاہ سے آیا ہوں تا میرا خدا میرے ذریعے بعض اپنی جلالی اور جمالی صفتیں دکھلاوے۔ یعنی شر کا دور کرنا اور بھلائی کا پہنچانا کیونکہ زمانہ کو اس بات کی حاجت تھی کہ اس بدی کو دور کیا جائے جو حد سے بڑھ گئی تھی اور اُس نیکی کو بلند کیا جائے جو جاتی رہی تھی۔ اس لئے خدا کی عنایت نے چاہا کہ زمانے کو وہ چیز دی جاوے جسے وہ اپنی زبانِ حال سے مانگتا ہے اور مردوں اور عورتوں پر رحم کیا جائے۔ پس مجھ کو مسیح عیسیٰ ابن مریم کا مظہر بنایا تاکہ ضرر اور گمراہی کے مادوں کو دور فرماوے اور مجھ کو نبی مہدی احمد اکرم کا مظہر بنایا تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچاوے اور درایت اور ہدایت کی بارش کو دوبارہ اتارے اور لوگوں کو غفلت اور گناہگاری کے میل سے پاک کرے۔

پس میں زرد رنگ کے دو لباسوں میں آیا ہوں جو جلال اور جمال کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملی ہے لیکن وہ جلال جو مجھ کو دیا گیا ہے وہ میرے اس بروز کا اثر ہے جو عیسوی بروز ہے اور جو خدا کی طرف سے ہے تاکہ میں اس شرک کی بدی کو نابود کر دوں جو گمراہوں کے عقائد میں موج مار رہی ہے............۔ لیکن وہ جمال جو مجھ کو ملا ہے وہ میرے اس بروز کا اثر ہے جس کا نام بخشش کرنے والے خدا کی طرف سے بروز احمدی ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ سے توحید کی نیکی کو جو زبانوں اور دلوں اور باتوں اور کاموں سے جاتی رہی ہے واپس لاؤں اور اس کے ذریعہ سے دینداری کے امر کو قائم کروں۔ اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں فساد اور الحاد اور گمراہ کرنے والے ان سؤروں کو ماروں۔

(ترجمہ خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۵۰ تا ۵۷)

تیسرا حصہ ترجمے کا یہ ہے۔ سارے ترجمہ کا تو وقت نہیں تھا یہ دو گھنٹے کے قریب مضمون

ہے اس لئے چند حصے چن چن کے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں جو بنیادی نکتے ہیں۔

فرمایا: ”پس تم کو خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس مسیح آیا اور قادر نے اس کو مسح کیا اور فصیح کلام اس کو عطا کیا گیا اور تم کو اس فرقے سے بچاتا ہے جو گمراہ کرنے کے لئے زمین پر سیر کرتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ہر ایک شبہ کو دور فرماتا ہے۔ اور تم کو مبارک ہو کیونکہ مہدی معہود تمہارے پاس آ پہنچا اور اس کے پاس بہت سا مال و متاع ہے جو تہ بہ تہ رکھا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ وہ مال جو تمہارے پاس سے جاتا رہا ہے پھر تمہاری طرف لوٹ آئے اور وہ اقبال جو جیتے جی قبر میں ہے پھر قبر سے نکلے۔ یہ وہ بات نہیں کہ جھوٹ بنالی جائے بلکہ خدا کا نور ہے جو اپنے ساتھ بڑے بڑے نشان رکھتا ہے۔ اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں سے ہے اور میں احمد مہدی ہوں اور سچ مچ میرا رب میرے ساتھ ہے میرے بچپن سے لے کر میری لحد تک۔

(ترجمہ خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۵۹-۶۱)

چوتھا اقتباس جو آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے چنا گیا ہے وہ یہ ہے۔ ”کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے اور یہ مہینہ بھی اسلام کے مہینوں میں سے آخری ہے اور دونوں ختم ہونے کے قریب ہیں۔ اس آخری مہینہ میں بھی قربانیاں ہیں اور اس آخری زمانہ میں بھی قربانیاں ہیں۔ اور فرق صرف اصل اور عکس کا ہے جو آئینہ میں پڑتا ہے۔ اور اس کا نمونہ زمانۂ آنحضرت ﷺ میں گزر چکا ہے۔ اور اصل روح کی قربانی ہے اے دانشمندو! اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں۔ پس اس حقیقت کو سمجھ لو اور تم صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بعد یہ حق رکھتے ہو اور اس بات کے اہل ہو کہ اس حقیقت کو سمجھو۔ اور تم ان میں سے ایک آخری گروہ ہو جو خدا کے فضل اور رحمت سے اس کے ساتھ شامل کئے گئے ہو۔ اور زمانوں کا سلسلہ جناب الٰہی سے ہمارے زمانہ پر ختم ہو گیا ہے۔ جیسا کہ اسلام کے مہینے قربانی کے مہینہ پر ختم ہو گئے ہیں اور اس میں اہل رائے کے لئے ایک پوشیدہ اشارہ ہے۔

اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو! اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو“۔(ترجمہ خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۶۸-۷۰)

یہ وہ خطبہ الہامیہ کے ترجمہ کے چند اقتباسات ہیں جو میں نے اختیار کئے ہیں اور یہ یاد رکھنا چاہئے جماعت کو کہ عین موقع پر ہمارے لئے اس میں بہت بڑا پیغام ہے کہ تمام دنیا میں اپنی قربانیوں کے ثمرے بھی کھاؤ اور قربانیاں بھی پیش کرتے چلے جاؤ۔ جو جانی قربانی ہم پیش کرتے ہیں وہ اس سے بہت اعلیٰ ہے جو جسمانی قربانی بکروں اور گائیوں اور بھیڑوں اور اونٹوں کی صورت میں کی جاتی ہے۔ دراصل ہم ان کی گردن پر چھری نہیں پھیرتے بلکہ اپنی نفسانیت کی گردن پر چھریاں پھیرتے ہیں۔

پس یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے گویا ان قربانیوں پر سوار خدا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ سب دنیا میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خطبہ الہامیہ کی برکت سے جو ان دنوں میں نازل ہوئی تھی آگے سے آگے بڑھتی چلی جائے گی اور انہی قربانیوں پر سفر کرے گی جن قربانیوں کو ذبح کرے گی۔ نفس کی قربانی کو پیش نظر رکھو، نفس کو قربان کرو تو پھر خدا کا قرب نصیب ہوگا۔ اگر نفس قربان نہ کیا جائے تو جانوروں کی قربانی کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتی اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۞۞۞......۞۞......۞۞۞